JQSS *(Journal of Quranic and Social Studies)*
2022, 2(1), 01 -11

تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل کی روشنی میں حضور ﷺ کو ابو المومنین کہنے کی شرعی حیثیت کا تحقیقی جائزہ

Research Review of the Legal Status of Calling the Holy Prophet Abu Al-Muminin in the Light of Tafsir Al-Aklil Fi Istinbat al Tanzeel

Fazal Rabbi
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan Quetta

Muhammad Siddique Ullah
Lecturer, APSACS Command and Staff college Quetta

Keywords
Legal Status, Abu Al-Muminin, Holy Prophet, humanity. spiritual father, communication

Fazal Rabbi and Muhammad Siddique Ullah (2022). Research Review of the Legal Status of Calling the Holy Prophet Abu Al-Muminin in the Light of Tafsir Al-Aklil Fi Istinbat al Tanzeel, *JQSS Journal of Quranic and Social Studies*, 2(1), 1-11.

Abstract: *This study is an attempt to analyze the level of understanding and the perception of scholarly communication trends using e-journals by the faculty members and their possible challenges in the universities of the Balochistan. Being quantitative in nature this study used survey method as well as close ended questionnaires for collecting data from public sector universities of Balochistan. The findings of the study revealed that with the availability of limited resources the respondents have highly response on scholarly communication trends for e-journals. While this study confirms the role of scholarly communication trends, usage, perception and challenges towards e-journals of the public sector universities of the Balochistan, Pakistan. The results of this study make it obvious that the faculty members in these universities are aware about the importance of scholarly communication, their usage and upcoming challenges but still there is lack of orientation programs, electricity failure and the lack of budget for subscription to scholarly communication.*

Corresponding Author: Email: frabi4295@gmail.com

Content from this work is copyrighted by *JQSS* which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited

تمہید:

قوم کی رہنمائی اور قیادت کے لیے تین اوصاف کا ہونا ضروری ہیں، ایک یہ کہ سردار اپنی قوم کے لیے پدرانہ شفقت ورحمت کا پیکر ہو، اور انکے فلاح وبہود کی خواہش سے اس کا دل لبریز ہو، اور ان کی تکلیف اس کے دل کا درد وغم بن جائے۔ حضور ﷺ جن کے ذریعے انسانیت کو ایمان اور قران کریم جیسی لازوال دولت نصیب ہوئی ہے اور جن کے لائے ہوئے دین کے ساتھ ہمیشہ انسان کی فلاح وبہود وابستہ کی گئی ہے۔ ایسا مشفق نبی ﷺ جس پر امت کی دشواری شاق گزرتا ہے، جس کا ہر لحہ امت کے لیے دنیاوی لحاظ سے اصلاح وترقی اور آخرت کے لحاظ سے فلاح کا ذریعہ اور سبب ہے۔ ہر نبی امت کے لیے بمنزلہ روحانی والد کے ہوتا ہے، ہمیشہ ان کی تربیت، ان کی کامرانی وترقی کے لیے دائما فکر مند رہتا ہے۔ اسی طرح امت کا ہر فرد بھی نبیؑ کا روحانی بیٹا ہونے کے حثیت سے اس بات کا پابند ہے کہ وہ نبیؐ کی ہر بات کی بجا آوری اور اطاعت گزاری کو اپنے اوپر اپنے حقیقی والد کے اطاعت سے بھی زیادہ سمجھے۔

احکام القرآن پر لکھی جانی والی تفاسیر میں زیر بحث علامہ سیوطیؒ کی تفسیر "الاکلیل فی استنباط التنزیل" کو بھی ایک مایہ ناز تفسیر کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، علماء کرام نے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے، یہ تفسیر اگرچہ حجم اور کمیت میں کم ہے مگر لعل وجواہر سے لبریز ہے۔

سورۃ احزاب جس میں اسوہ رسول ﷺ کی اتباع کا حکم اور مسلمانوں کو خصوصی طور پر ﷺ کے اس کردار کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے جس کا نظارہ چشم فلک نے غزوہ خندق کے مختلف مراحل میں کیا گیا، اور اس سورت میں معاشرت کے احکام، اور اہل ایمان کی حضور ﷺ سے والہانہ محبت کی داستانیں، ازواج مطہرات کا مقام ومرتبہ، رضا بالقضاء کا مفہوم، عورتوں کے لیے معاشرے میں رہنے کا دستور العمل، خاتم النبین کا بیان، اور مومنین کو ایذا دینے والے منافقین کا انجام کا بیان یہ تمام تر بنیادی اور ضروری سوالات کے جوابات جس انداز سے امام سیوطی نے دی ہے۔ ان کا مقالہ نگار نے اردو میں ترجمہ تخریج اور تنقیدی حواشی لکھی تاکہ خواص کے ساتھ عوام کے لئے بھی ممد ثابت ہو۔

اولا صاحب کتاب کی مختصر حالات کا بیان کرنے کے بعد سورۃ الاحزاب کے تحت علامہ جلال الدین سیوطی کے ذکر کردہ مسائل میں ایک کا بطور تمثیل بیان کیا جائیگا، اور اس کا دیگر تفاسیر سے موازنہ کرکے تفسیر الاکلیل کی جامعیت اور صاحب کتاب کے وسعت علم کا اندازہ لگایا جائے گا۔

نام ونسب:

نام عبد الرحمٰن ہے اور سلسلہ نسب کچھ یوں ہے، عبد الرحمٰن بن کمال الدین ابی بکر بن عثمان بن محمد بن خضر بن ایوب بن محمد بن الشیخ الھمام الخضیری السیوطی المصری الشافعی ہے۔

کنیت:

کنیت ابو الفضل ہے ابو الفضل کنیت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ موصوف ایک مرتبہ اپنے استاد قاضی القضاۃ شیخ عزالدین احمد بن ابراہیم کنانی حنبلی کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی کنیت کیا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ میری کنیت نہیں ہے، تو شیخ عزالدین احمد بن ابراہیم کنانی نے فرمایا کہ آپکی کنیت ابو الفضل ہے، اور اپنے ہاتھ سے یہ کنیت لکھی، جسکے بعد یہ کنیت مشہور ہوگئی۔(1)

سیوط یا اسیوط مصر کا ایک مشہور شہر ہے، اسکی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے سیوطی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔(2)

پیدائش:

علامہ جلال الدین سیوطی اپنے پیدائش کے بارے میں اپنی کتاب التحدث بنعمۃ اللہ میں فرماتے ہیں:

"وکان مولدی بعد المغرب لیلۃ الاحد مستھل رجب سنۃ تسع واربعین وثمانماۃ۔"(3)

"میری پیدائش بعد المغرب بروز اتوار یکم رجب المرجب سن ۸۴۹ھ کو ہوئی۔"

تعلیم وتربیت:

علامہ سیوطیؒ ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، آپکے والد علامہ کمال الدین ابو بکر بن محمد فقہاء شافعیہ میں سے تھے، قاہرہ آنے سے پہلے آپ اسیوط کے قاضی تھے، اور جامعہ شیخونی میں فقہ پڑھاتے تھے، اور جامع مسجد ابن طولون میں خطیب تھے، فقہ اور نحو کے متعلق بہت سی کتابیں لکھیں، اس علمی گھرانے کا بچپن ہی سے آپ پر یہ اثر پڑا کہ آپ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک مکمل حفظ کر لیا، والد کے انتقال کے بعد صاحب فتح القدیر علامہ کمال الدین بن الھمام نے آپکی سرپرستی کی، اس لئے کہ وہ آپ کے وصی تھے۔

حفظ مکمل کرنے کے بعد المنھاج الفقہی اور الفیہ ابن مالک حفظ کر کے سن ۸۶۴ھ کو باقاعدہ حصول علم میں مشغول ہو گئے اور اپنے دور کے اکثر ماہرین سے پڑھا اور سماع کیا اور ان کی خدمت میں کافی عرصہ گزارا۔ آپؒ کے تالیف "تنویر الحوالک شرح علیٰ مؤطا مالک" کے مقدمہ میں الشیخ محمد عبد العزیز الخالدی نے آپؒ کے مشہور اساتذہ کرام کے نام ذکر کئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ سراج الدین البلقینیؒ

۲۔ شہاب الدین الشارمساحیؒ

۳۔ الشرف المناوی ابو زکریا یحیٰ بن محمدؒ

۴۔ تقی الدین الشمنی الحنفیؒ

۵۔ شیخ محی الدین محمد بن سلمان رومی حنفیؒ

۶۔ سیف الدین حنفیؒ

۷۔ جلال الدین المحلیؒ

۸۔ العز الکنانی احمد بن ابراھیم الحنبلیؒ

۹۔ الزین العقبیؒ

۱۰۔ البرھان ابراھیم بن عمر البقاعی الشافعیؒ

11۔ الشمس البرامی

۱۲۔ الشمس المرزبانیؒ

۱۳۔ محمد ابن ابراھیم الدوانی الرومیؒ

16۔ المجد بن السباع

17۔ عبد العزیز الوفائی

18۔ محمد بن ابراہیم الدوانی الرومی۔

مندرجہ بالا آپؒ کے مشہور ومعروف اساتذہ کرام کے نام ہیں۔ ان کے علاوہ آپؒ کے اور اساتذہ بھی ہیں جن کی فہرست بہت طویل ہے۔ آپ نے جن اساتذہ سے مختلف علوم کا سماع کیا یا ان کے سامنے بیٹھ کر کتابوں کی قرآءت کی یا جن سے آپ کو صرف اجازت حاصل تھی آپ کے شاگرد شمس داودی نے ایک سو اکاون (۱۵۱) بتائی ہے علامہ سیوطی نے اپنے اساتذہ کے متعلق "حاطب الیل جارف السیل" کے نام سے ایک معجم کبیر اور "المنتقی" کے نام سے ایک معجم صغیر اور اپنی مرویات کے متعلق ایک معجم "زاد المسیر فی فہرست صغیر" تصنیف کی ہے آپؒ نے اپنے معجم میں اپنے پچاس اساتذہ کرام کا تذکرہ کیا ہے۔(4)

تصنیف وتالیف:

آپ نے تقریباً ہر فن میں مستقلاً کتابیں لکھی حتی کہ بعض فنون میں آپؒ کے ایک سے زائد تالیفات بھی موجود ہیں۔ آپ کی کتابوں میں ضخیم کتابیں بھی موجود ہیں اور مختصر بھی حتی کہ بعض کتابیں تو صرف چند اوراق پر مشتمل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو تصنیف وتالیف کرتے وقت تیز لکھنے میں ایک خاص ملکہ حاصل تھا۔ یہاں ہم صرف ان کتابوں کا تذکرہ کریں گے جن کے متعلق علامہ سیوطی نے تفرد کا دعوی کیا ہے، اس لئے کہ ہماری زیر بحث تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل کا تعلق بھی انہی میں سے ہے۔

الاتقان فی علوم القرآن

الدر المنثور فی تفسیر بالماثور

ترجمان القرآن

اسرار التنزیل

الاکلیل فی استنباط التنزیل

تناسق الدرر فی تناسب الآیات والسور

النکت البدیعات علی (الموضوعات)

جمع الجوامع فی العربیہ

شرح جمع الجوامع یسمیٰ ھمع الھوامع

الاشباہ والنظائر فی العربیۃ تسمیٰ المصاعد العلمیۃ فی القواعد العربیۃ

السلسلۃ فی النحو

النکت علیٰ "الالفیۃ" و "الکافیۃ" و "الشافیۃ" و "الشذور" و "النزھۃ" فی مولف واحد

الفتح القریب علیٰ "مغنی اللبیب

"شرح الشواہد" المغنی"

الاقتراح فی اصول النحو وجدلہ

طبقات النحاۃ الکبریٰ تسمیٰ بغیۃ الوعاۃ

صون المنطق والکلام عن فن المنطق والکلام

الجامع فی الفرائض"

یقیناً مذکورہ بالا کتب شاہکار اور بے نظیر ہی ہونگے جن کے متعلق علامہ سیوطیؒ جیسے بحر العلم اور نابغہ روزگار شخصیت تفرد کا دعوی کر رہے ہیں۔(5)

تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل کا مختصر تعارف:

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تفسیر الاکلیل فی استنباط التنزیل" ایک مختصر تفسیر ہے۔ جس میں قرآن پاک کی تمام آیاتوں کی تفسیر بیان نہیں کی گئی ہے بلکہ ان منتخب آیاتوں کی تفسیر بیان کی ہے جن سے کوئی مسئلہ مستنبط کیا گیا ہو۔ اس مسئلے کا تعلق خواہ فقہ سے ہو یا اصول وعقائد کے ساتھ ہو۔ اس کے متعلق علامہ سیوطیؒ خود فرماتے ہیں۔

> "و قد الفت کتاباً سمیته "الاکلیل فی استنباط التنزیل ذکرت فیه کل ما استنبط منه من مسئلة الفقهیة او اصلیة او اعتقادیة و بعضا مماسوی ذالک، کثیر الفائدة، جم العائدة"(6)

> "میں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کو میں نے "الاکلیل فی استنباط التنزیل" سے مسمیٰ کی ہے۔ اس میں ہر اس آیت کا ذکر کیا گیا ہے جس سے کوئی فقہی، اصولی یا اعتقادی مسئلہ نکالا گیا ہے۔ اور اس کے علاوہ بعض ایسی آیاتیں ذکر کی ہیں جن میں بہت سے فوائد اور قسما قسم معلومات ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ امام سیوطیؒ صرف اس آیت یا اس لفظ کو زیر بحث لاتے ہیں جس سے کوئی مسئلہ نکالا گیا ہو۔

مسائل کے بیان میں علامہ سیوطی کا منہج:

مصنف مسائل کے پیش کرنے میں ایک ہی طریقہ کار کی پیروی نہیں کرتے بلکہ درج ذیل منہج کو اختیار کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر کو استدلال پر مقدم رکھتے ہیں:
2۔ احادیث اور آثار کے اسناد کو بہت کم ذکر کرتے ہیں۔
3۔ انتہائی مفید اسلوب کو اختیار کر کے اور تعلیق کے لیے درج ذیل الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ جیسے وھو مردود، اوخلافالزعمہ، وفیہ نظر
4۔ مخالف کے دلیل اور قول کو بہت کم ذکر کرتے ہیں۔

علامہ سیوطی نے سورۃ الاحزاب میں جن احکام اور مسائل کا ذکر کیا ان میں سے ایک کا بطور تمثیل ذکر کیا جاتا ہے۔

حضور ﷺ کو ابو المومنین کہنے کا حکم

"وقری وھو ﷺ اب المومنین ,واستدل بہ من جوز ان یقال لہ اب المومنین۔" (7)

"اور اس آیت مبارکہ میں ایک قراءت اب المومنین کی (یعنی حضور ﷺ مومنین کے (بمنزلہ) والد کے ہیں)، اور آیت مبارکہ سے اس نے بھی استدلال کیا جس کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ کو اب المومنین کہنا جائز ہے۔"

علامہ سیوطیؒ نے حضرت ابی بن کعب کی قراءت پیش کی جس سے اس بات کا جواز معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو اب المومنین کہنا جائز ہے۔

آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین کرام کی آراء

1۔ الشیخ محمد بن الصالحؒ اس بارے میں رقمطراز ہیں:

"وازواجہ امھاتھم ,وھو اب لھم , ولکنھا قراءۃ لا تعتبر من القراءات السبعۃ الا ان بعضھم قرائھا, ولکھنا اذا تاملت والنبی ﷺ وجدت اعظم من الاب۔"(8)

"اللہ تعالی کا قول کہ (حضور ﷺ کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں) حضور ﷺ مومنین کے والد ہیں، لیکن یہ قراءت سبعہ میں سے نہیں ہے بلکہ (قراءت شاذہ میں سے ہے) لیکن جب حضور ﷺ کے (حیوۃ طیبۃ) کے بارے میں غور کرے تو آپ (کے رتبے اور احسان) کو اپنے والد کے رتبے اور مرتبے سے بھی زیادہ پائے گے۔

2۔ محمد علی سایسؒ فرماتے ہے:

"ذكر الله تعالى أن أزواج النبي هنّ (أمهات المؤمنين) فيكون النبي صلى الله عليه وسلم على هذا هو الأب للمؤمنين وقد جاء في مصحف أبيّ بن كعب (وهو أب لهم)"(9)

"اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا، کہ بیشک نبی ﷺ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں، پس اس اعتبار سے نبی ﷺ مومنین کے باپ ہونگے، تحقیق ابی بن کعب کے مصحف میں (وھو أب لھم) آیا ہے، یعنی آپ ﷺ مومنین کے باپ ہے۔"

3۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ کا نقطہ نظر:

پہلے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہے، پھر بطور دلیل کے حدیث پیش کرتے ہے۔

"قال قوم لا يجوز أن يسمى النبي صلى الله عليه وسلم أبا لقوله تعالى: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُم والصحيح أنه يجوز أن يقال: إنه أب للمؤمنين أي في الحرمة وقوله تعالى ما كان محمد أبا أحد من رجالكم أي في النسب"[11]

"ایک قوم نے کہا ہے، کہ نبی کریم ﷺ کے لئے اب کا لفظ استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، نہیں ہے محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن کہا جائے گا، مومنوں کے لئے باپ کی طرح ہے،------ صحیح یہ ہے، کہ یہ کہنا جائز ہے، آپ ﷺ حرمت وتکریم میں مومنوں کے باپ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں ہے محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ یعنی محمد ﷺ تمہارے نسبی باپ نہیں۔
"

اور سنن ابی داود میں ہے:

"حدثنا عبد الله بن محمد النفيلي حدثنا ابن المبارك عن محمد بن عجلان عن القعقاع بن حكيم عن أبي صالح عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما أنا لكم بمنزلة الوالد أعلمكم..."[12]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میں تمہارے لیے بمنزلہ والد کے ہوں کہ تمہیں دینی امور کی تعلیم دیتا ہوں۔

یہ کلام (إنما أنا لكم بمنزلة الوالد أعلمكم) بطور تمہید کے کہا گیا، کیونکہ جن امور پر تنبیہ کی گئی ان کے بارے میں مشرکین نے اعتراض کیا کہ آپ ﷺ ایسے چھوٹی چھوٹی باتیں سکھایا کرتے ہیں جن کو بچپن میں ماں باپ سکھایا کرتے ہیں۔ سو اسی لیے آپ ﷺ نے پہلے ہی سے بطور تمہید کہا کہ میں تمہارے لیے بمنزلہ باپ کے ہوں۔ اس حدیث پاک میں آپ ﷺ کو بمنزلہ والد فرمایا گیا۔

فی الواقع آپ ﷺ امت کے باپ نہیں ہے، اس لیے قران مجید میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُم ...﴾[13]، اور رجال کی قید اس لیے ہے کہ آپ نساء یعنی اپنی بنات کے تو والد تھے، اور مذکر اولاد اگرچہ آپ ﷺ کی پیدا ہوئی مگر بچپن میں ہی انتقال کر گئے، بہر حال آیت مبارکہ میں ابوۃ حقیقی، اور نسبی کی نفی ہے اور اس حدیث میں منزلہ الوالد کہا گیا ہے، لہٰذا تعارض نہیں ہے۔

ہاں یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ سورۃ الاحزاب میں جہاں النبی اولی---- آیا ہے، وہاں بعض قراءت میں وھو اب لھم (یعنی خود آپ ﷺ مومنین کے باپ ہی) بھی وارد ہوا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوۃ کا اثبات جہاں ہے اس سے روحانی ابوۃ مراد ہے، اور اس میں شک نہیں کہ آپ ﷺ امت کے روحانی باپ ہیں، اور جس آیت میں نفی ہے اس سے حقیقی ابوۃ اور نسبی ابوۃ کی نفی ہے۔[14]

4۔ علامہ جصاص کا قول

"وقد روى في حرف عبد الله: وهو اب لهم ولو صح ذلك كان معناه انه كالاب لهم في الاشفاق عليهم، وتحرى مصالحهم كما تعالى: لَقَدْ جَآءَكُم رَسُولٌ مِّنْ اَنفُسِكُم عَزِيزٌ عَلَيهِ مَا عَنِتُّم حَرِيصٌ عَلَيكُم بِالمُؤمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ"[15]

"حضرت عبد اللہ کی روایت میں اس حرف کا (اضافہ) ہے کہ آپ ﷺ مومنین کے لیے (بمنزلہ) باپ کے ہیں۔ اگر یہ (روایت) صحیح ہو تو پھر آیت کا مطلب یہ ہوگا، کہ آپ ﷺ امت پر شفقت اور مہربانی اور ان کے خیر اور بھلائی کے لیے آپ ﷺ ایک شفیق والد کی طرح فکر مند ہیں۔"

5۔ ملا احمد جیون امیٹھوی ؒ کا قول:

اس آیت مبارکہ سے مقصود اگرچہ مسئلہ اولی الارحام کا بیان ہے لیکن ابتدائی آیت کا بیان بھی ضروری ہے کہ اس کے نزول کے متعلق منقول ہے ، کہ حضور ﷺ قرض کے متعلق سختی کیا کرتے تھے ، اگر کوئی جنازہ ہوتا پہلے اس کے بارے میں پوچھتے کہ اس کے ذمہ قرض تو نہیں ہے؟ اگر لوگ بتاتے کہ یہ شخص مقروض تھا۔ تو آپ ﷺ جنازہ نہیں پڑھاتے، ایک انصاری کا جنازہ آیا، آپ ﷺ نے حسب معمول اس کے بارے میں پوچھا؟ تو لوگوں نے بتایا کہ اس پر دو درہم یا دو دینار کا قرضہ ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اس کی ادائیگی کا کوئی ذریعہ ہے؟ تو لوگوں نے کہا نہیں؟ آپ ﷺ واپس جانے کو تھے کہ حضرت علی نے فرمایا: اس کے قرض کی ادائیگی کا میں ذمہ دار ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نبی ﷺ کسی مومن کے لیے کسی مومن سے زیادہ حقدار اور زیادہ مہربان ہیں۔ یعنی آپ ﷺ حضرت علی یا کسی بھی شخص سے زیادہ لائق ہیں کہ کسی کے قرض کی ادائیگی اپنے ذمہ لیں کیونکہ آپ ﷺ مومنوں کے حق میں زیادہ شفیق ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضور نے غزوہ تبوک کا قصد فرمایا تو تمام مسلمانوں کو نکلنے کا حکم دیا کچھ لوگوں نے کہا، کہ ہم اپنے والدین سے اس کے متعلق اجازت لیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مومنوں کو حضور ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں متردد ہونے یا کسی اور سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ مومنوں پر آپ ﷺ کا حق سب سے زیادہ ہے، ارشاد خداوندی ہے: ﴿**لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ**﴾[16]

اور ایک قراءت میں **وھو اب لھم** یعنی آپ ﷺ ان مومنوں کے دینی باپ ہیں کیونکہ ہر نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے اور اسی بناء پر سب امتی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ **اور وازوجه امھتھم** سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔[17]

6۔ ابی الحسن علی بن ابراہیم القمی کا قول:

مشہور شیعہ مفسر اور عالم دین الشیخ ابی الحسن اپنی شہرہ آفاق تفسیر القمی میں رقمطراز ہیں:

> **"قال نزلت: وھو اب لھم۔ وازجه امھتھم فجعل اللہ المومنین اولاد رسول اللہ ﷺ وجعل رسول اللہ ﷺ ابا لھم، لمن لم یقدر ان یصون نفسه، ولم یکن له مال، ولیس له علی نفسه ولایة فجعل اللہ تبارک وتعالیٰ النبی ﷺ الولایه علی المومنین من انفسھم، فلما جعل اللہ النبی ﷺ ابا المومنین الزمه موونتھم وتربیة ابنائھم، فعندذلک صعد رسول اللہ ﷺ المنبر فقال من ترک مالا فلورثته ومن ترک دینا او رضیاعا فعلی والی۔ فالزم اللہ فیه للمومنین مایلزمه الوالد، والزم المومنین من الطاعة له مایلزم الولد للوالد۔"**[18]

> "اور یہ آیت (بھی) نازل ہوئی وھو اب لہم (کہ آپ ﷺ مومنین کے والد ہیں) اور آپ ﷺ کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حضور ﷺ کے اولاد قرار دیا اور حضور ﷺ کو (ان کے لیے بمنزلہ) والد کے ٹھہرایا، جس کے لیے اپنی جان بچانے کے لیے کوئی ٹھکانہ نہ ہو اور جس کے لیے کوئی اور چارہ نہ ہو، پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مومنین کا والی بنایا اپنے جانوں کے بارے میں، پس جب کہ آپ ﷺ مومنین کے لیے بمنزلہ والد ٹھہرے تو مومنین (مفلسین) کا خرچہ، اور ان اولاد کی تربیت کی ذمہ داری بھی آپ ﷺ پر عائد کی۔ پس اس موقعہ پر حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا: جس نے کوئی مال اور ترکہ چھوڑا وہ اس کے ورثہ کے لیے ہیں، اور جو قرضہ چھوڑے یا کوئی نقصان کا ضمان تو وہ میرے ذمہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر وہ (ذمہ داری) عائد کی جو ایک والد پر عائد کی جاتی ہے۔ اور مومنین پر وہ ذمہ داریاں عائد کی جو ایک بیٹے پر والد کی اطاعت کے بجاوری کے لیے کی جاتی ہے۔"

7۔ حضرت مجاہد اور سعید بن جبیر کا قول:

امام بغویؒ حضرت مجاہدؒ اور سعید بن جبیرؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ کہ (سورۃ ھود میں حضرت لوطؑ کے قصے میں جو ذکر ہے) **ھولاء بناتی ھن اطھر لکم۔الایۃ**: یہ میری بیٹیاں تمہارے لیے (نکاح کے ذریعے) حلال ہیں۔ اس سے مراد ان کی بیویاں ہیں ان کی نسبت اپنی طرف کی کیونکہ ہر نبیؑ اپنی امت کے لیے باپ ہوتا ہے، حضرت ابی بن کعب کی روایت میں ہے۔ **النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھتھم**، کے آگے وھواب لھم کا لفظ ہے (یعنی آپ ﷺ مومنین کے لیے (بمنزلہ باپ) ہیں۔[19]

8۔صاحب کشاف کا قول:

"کل نبیّ فھو أبو أمّته. ولذلك صار المؤمنون إخوة؛ لأنّ النبي (صلی اللہ علیہ وسلم) أبوھم في الدين"[20]

"ہر نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے، اسی لئے سارے مومن بھائی ہو جاتے ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ دینی لحاظ سے ان کے باپ ہے۔"

مذکورہ بالا ان مفسرین کرام کے اقوال ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ کو ابو المومنین کہنا جائز ہے جیسا کہ امام سیوطیؒ نے بھی اس کے طرف اشارہ کرتے ہوئے آیت مذکورہ کو ان کا مستدل قرار دیا۔

اور جو حضرات ابو المومنین کے کہنے کے جواز کے قائل نہیں، وہ کون ہیں اور ان کی دلیل کیا ہے؟ ذیل میں پیش خدمت ہے۔

1۔بعض شوافع کا قول:

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہے:

"واستدل بعض الشافعية بهذه الآية على أنه لا يجوز أن يقال للنبي عليه الصلاة والسلام أبو المؤمنين حكاه صاحب الروضة ثم قال: ونص الشافعي عليه الرحمة على أنه يجوز أن يقال له صلّى الله عليه وسلم أبو المؤمنين أي في الحرمة"[21]

"اس آیت سے بعض شوافع نے یہ استدلال کیا ہے، کہ حضور ﷺ کو ابو المومنین کہنا جائز نہیں ہے، اس کو صاحب روضہ نے بیان کیا ہے، پھر فرمایا، امام شافعی نے تصریح کی ہے، کہ حضور ﷺ کو ابو المومنین کہنا جائز ہے۔یعنی احترام کی وجہ سے۔"

2:علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قال بعض أصحابنا لا يجوز أن يقال هو أبو المؤمنين لقول الله تعالى {مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ} قال نص الشافعي على أنه يجوز أن يقال هو أبو المؤمنين أي في الحرمة ومعنى الآية ليس أحد من رجالكم ولد صلبه"[22]

"ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے، جائز نہیں ہے یہ کہ کہا جائے، (ابو المؤمنین) آپ ﷺ مومنین کے باپ ہے، اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے (**مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ**) نہیں ہے محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہے، امام شافعی نے تصریح کی ہے، کہ حضور ﷺ کو ابو المومنین کہنا جائز ہے۔یعنی احترام میں۔ اور آیت کا معنی ہے، تم مردوں میں سے اس کا کوئی حقیقی بیٹا نہیں ہے۔"

خلاصہ بحث:

ایک قوم کانقطہ نظر ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے اب المومنین کا استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ ارشاد خداوندی ہے، **ما کان محمد ابا احد من رجالکم؛ بلکه کھا جائیگا کمثل الاب للمومنین** ،مومنوں کے لیے باپ کی طرح ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ کہنا جائز ہے آپ ﷺ حرمت وتکریم میں مومنوں کے باپ ہیں۔ بہر حال مفسیرین کرام اور محدثین عظام کی اقوال کی روشنی میں علامہ سیوطی کی ذکر کردہ استدلال کی مکمل وضاحت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کا شفقت اور مہربانی کے کمال درجے پر ہونے کے سبب والد جیسا اور روحانی والد کہنا جائز ہے، اور ہر نبی اپنی امت کے لیے بمنزلہ والد کے ہوتا ہے، اور اصلاح اور ہدایت کے راہ میں آپ ﷺ نے امت کو ایک شفیق والد کی مانند امت کو تمام تر مسائل اور اسرار شریعت سے روشناس کرایا۔ اور جہاں پر اب کہنے کی نفی کی گئی وہ صلبی لحاظ سے اور نسبی لحاظ سے کہ اس عقیدہ کی نفی ہو کہ مشرکین آپ کے متبنیٰ حضرت زید کو حضور ﷺ کا حقیقی بیٹا گردانتے تھے، الغرض رسول خدا ﷺ کی ذات مومنین کے لیے ایک اعلیٰ اور ارفع نمونہ ہے ایک باپ کی حیثیت سے، قاضی القضاہ کی حیثیت سے، سربراہ مملکت اور سپہ سالار کی حیثیت سے، لیکن بنیادی طور عورتوں کے نسوانی معاملات کے لیے کسی عورت کے کردار کو بطور نمونہ پیش کیا جاتا، چنانچہ حضور ﷺ کے اسوہ کے ذکر کے ساتھ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو خصوصی طور پر دنیا بھر کی عورتوں کے لیے اسوہ بنایا گویا ازواج مطہرات خواتین امت کے لیے مثال اور نمونہ ہیں اور جس طرح نبی ﷺ کی تکریم و تعظیم واجب ہے اسی طرح ازواج مطہرات کی تکریم اور تعظیم واجب اور ضروری ہے۔

حوالہ جات(References)

1. العیدروس، عبد القادر بن شیخ بن عبد اللہ، النور السافر عن اخبار قرن العاشر، (دار الصادر، بیروت، ۲۰۰۰ء)، ۹۰۔
Al-Aidrus, Abdul Qadir Bin Sheikh Bin Abdullah, Alnoor Al Safir An Akhbar Qarn Al Ashir ,(Dar Al Sadir, Berot 2000),90

2. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، التحدث بنعمۃ اللہ، (صنعاء المطبعۃ العرب، بیروت، ۲۰۱۶)، ۱۲۔
Al-Suyuti, Jalal-ud-Din Abdul-Rahman, Al-Tahdat-e -Binemat-e-Allah, (Sana'a Al-Mutabat Al-Arab, Beirut, 2016)12

3. ایضاً۔
Ibid

4. السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، المنجم فی المعجم، (دار ابن حزم، بیروت، ۱۹۹۵ء)، ۴۵۔
,Al-Suyuti, Abdul Rahman Ibn Abi Bakr, Al-Munjim Fi Al-Mujam (Dar Ibn Hazm, Beirut, 1995),45

5. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، التحدث بنعمۃ اللہ، ۱۴۵۔
Al-Suyuti, Jalal-ud-Din Abdul-Rahman, 145

6. السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، الاتقان فی علوم القران، (وزارت شؤن الاسلامیہ والاوقاف، ریاض)، ۵۲۔
Al-Suyuti, Jalaluddin Abdul Rahman bin Abi Bakr, Al-Atqan Fi Uloom Al-Quran, Ministry of Islamic and Endowments, Riyadh, .52

7. السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، الاکلیل فی استنباط التنزیل، (دار لکتاب، پشاور، ۲۰۱۷.) ۵۱۲
Al-Suyuti, Abdul Rahman bin Abi Bakr, Al-Aklil Fi Istinbat Al-Tanzil,(Dar Al-Kitab, Peshawar, 2017) 512

8. العثیمین، محمد بن صالح، تفسیر القران الکریم سورۃ احزاب، (موسسۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین الخیریہ، سعودیہ، ۱۴۳۶ھ)، ۶۵۔

Al-Uthaymeen, Muhammad Bin Saleh, Tafsir Al-Quran Al-Karim Surah Al-Ahzab,(Founder of Sheikh Muhammad Bin Saleh Al-Uthaymeen Al-Khairiya, Saudi Arabia,1436),65

9. السایس، محمد علی، تفسیر آیات الاحکام،(المکتبہ العصریہ للطباعۃ، بیروت، ۲۰۰۰ء)،۱: ۴۳۴۔

Al-Sais, Muhammad Ali, Tafsir Ayat-ul-Ahkam,(Al-Muktabah Al-Asriyah for Printing, Beirut, 2000),1: 434

10. الاحزاب ۴۰:۳۳۔ Al Ahzab,40:33

11. قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد ابو بکر، الجامع لاحکام القران،(دار الکتب المصریہ) ۱۴: ۱۱۰

Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad Abu Bakr, Al-Jami 'Lahkam Al-Quran,(Dar Al-Kitab Al-Masriya)14:110

12. ابو داود سلیمان بن الاشعث، السنن ابی داود، مکتبہ العصریہ، باب کراہیۃ استقبال القبلۃ، ۱: ۷

Abu Dawud Sulaiman bin Al-Ash'ath, Al-Sunan Abi Dawud, bab kirahiyat ul al qibla (Maktab al-Asriya,) 1:7

13. :الاحزاب ۴۰:۳۳۔ Al Ahzab,33:40

14. محمد عاقل، الدر المنضود علی سنن ابی داود،(مکتبہ الشیخ، کراچی، ۲۰۰۸ء)، ۱: ۹۴۔

Muhammad Aqeel, Al-Dar Al-Manzood Ala Sunan Abi Dawood, (Maktab Al-Sheikh, Karachi, 2008),1:94.

15. الجصاص، ابو بکر بن احمد رازی، احکام القران،(مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، ۲۰۱۴ء)، ۳: ۵۲۲۔

Al-Jassas, Abu Bakr bin Ahmad Razi, Ahkam-ul-Quran,(Maktab-e-.Rashidia, Quetta, 2014),3:522

16. التوبہ ۹: ۱۲۸۔ Al tuba 9:128

17. جیون، ملا احمد، تفسیرات احمدیہ،(المیزان، لاہور، ۲۰۰۵ء)، ۶۹۲

Jeevan, Mullah Ahmad, Tafseerat Ahmadiyya, (Al-Mizan, Lahore, 2005)692

18. ابو الحسن، علی بن ابراہیم، تفسیر قمی،(الموسسہ المہدی، قم، ۱۴۳۵ھ)، ۳: ۸۰۹

Abu Al-Hassan, Ali Ibn Ibrahim, Tafsir Qummi,(Al-Moussa Al-Mahdi, Qom, 1435 AH), 3:809

19. البغوی، ابو محمد حسین بن مسعود،(ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ۱۴۳۶ھ)، ۳: ۹۴

Al-Baghawi, Abu Muhammad Hussain bin Masood (idara Taleefat .ashrafia , Multan, 1436 AH,)3: 94

20. زمخشری، ابو القاسم محمود بن عمرو بن احمد، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل،(دار المعرفۃ، بیروت، ۲۰۰۹ء)، ۸۴۹.

Zamakhshari, Abu Al-Qasim Mahmoud Bin Amr Ibn Ahmad, Al kashaf an Haqaiq Gwamiz altanzeel, (Dar Al-Ma'rifah, Beirut, 2009,)849.

21. آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ، روح المعانی فی تفسیر القران العظیم، (دارالاحیاء التراث الاسلامیہ، بیروت، س۔ن)، ۱۱ :۲۱۰
Alusi, Shahab-ud-Din Mahmud bin Abdullah, Ruh al-Ma'ani fi Tafsir al-Quran al-Azeem, (Dar al-Ahya al-Tarath al-Islamiyah, Beirut)11:210

22. نووی، ابوزکریا یحییٰ بن شرف، روضۃ الطالبین شرح ریاض الصالحین، (مکتبہ الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۵ھ)، ۲ :۲۵۱
Nawawi, Abu Zakaria Yahya bin Sharaf, Rawdat al-Talibeen Sharh .Riyadh al-Saliheen, (Maktab al-Islami, Beirut, 1405 AH),2:251